روزنامہ الفضل

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 4 جنوری 2014ء 2 ربیع الاول 1435 ہجری 4 صلح 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 4

عاجزی اختیار کرو

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ! عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور تکبر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

(کنزالعمال حدیث نمبر: 5731 کتاب الاخلاق قسم الاقوال)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

1868ء یا 1869ء کا واقعہ ہے کہ پنجاب میں اہلحدیث فرقہ کی شدید مخالفت تھی جس مسجد کے مولوی کو پتہ لگتا تھا کہ اس میں کسی اہلحدیث (بقول ان کے کسی وہابی) نے نماز پڑھی ہے بعض اوقات اس کا فرش تک اُکھڑوا دیتا تھا۔ ان ایام میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے نئے نئے تحصیل علم کر کے واپس بٹالہ آئے تھے۔عوام مسلمانوں میں ان کے خلاف شدید جذبات پائے جاتے تھے حضرت اقدس جو کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ تشریف لے گئے تو ایک شخص اصرار کے ساتھ آپ کو تبادلہ خیالات کے لئے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر لے گیا۔ وہاں ان کے والد صاحب بھی موجود تھے اور سامعین کا ایک ہجوم مباحثہ سننے کے لئے بیتاب تھا۔ آپ مولوی صاحب موصوف کے سامنے بیٹھ گئے اور مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا میرا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید سب سے مقدم ہے۔ اس کے بعد اقوالِ رسول ﷺ کا درجہ ہے اور میرے نزدیک کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مقابل کسی انسان کی بات قابلِ حجت نہیں ہے حضور نے یہ سن کر بے ساختہ فرمایا کہ آپ کا یہ اعتقاد معقول اور ناقابلِ اعتراض ہے لہٰذا میں آپ کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ حضور کا یہ فرمانا تھا کہ لوگوں نے دیوانہ وار یہ شور مچا دیا کہ ہار گئے ہار گئے۔ جو شخص آپ کو ساتھ لے گیا تھا وہ بھی سخت طیش سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمیں ذلیل ورسوا کیا۔ مگر آپ تھے کہ کوہِ وقار بنے ہوئے تھے اور آپ کو لوگوں کے شور شر کی مطلقاً پروانہ تھی۔ آپ نے چونکہ یہ ترک بحث خالصۃً للہ اختیار کیا تھا۔ اس لئے رات کو اللہ تعالیٰ نے اس پر خاص اظہار خوشنودی کرتے ہوئے الہاماً فرمایا کہ: ''خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''
(حیاتِ طیبہ صفحہ 30-31)

رضائے باری تعالیٰ کی یہی راہ حضرت مسیح موعود نے اپنی پیاری جماعت کو بھی بتائی۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں: ''درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضبِ الٰہی ہو۔''
(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307)

حضرت مسیح موعود کے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ ''والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں بلکہ فقیر کے طور پر گزاری۔''
(حیات طیبہ صفحہ 15)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیّر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج تقریباً پانچصد فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خورونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر ومرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیّر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

ان جوابات کے سوالات مورخہ 28 دسمبر 2013ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں

خطبہ جمعہ 29 نومبر 2013ء

س: حضرت مسیح موعود نے انسانی پیدائش کا کیا مقصد بیان فرمایا؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ

''خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔

س: اصل عبادت کونسی ہے؟

ج: فرمایا! اصل عبادت وہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کے احکامات سامنے ہوں۔ دنیا بھی کمانی ہے تو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے ساتھ نہ یہ کہ ہر وقت دنیا کا حصول ہی پیشِ نظر رہے۔

س: حضرت مصلح موعود نے اپنی خلافت کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: 1936ء کی شوریٰ کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود کی سچائی سے محبت کی بابت کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود کے خلاف ایک مقدمہ چلا کہ آپ نے ڈاکخانے کو دھوکہ دیا ہے۔ یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص کسی پیکٹ میں، پارسل میں کوئی خط ڈال دے چٹھی ڈال دے تو خیال کیا جاتا تھا کہ اُس نے ڈاکخانہ کو دھوکہ دیا ہے اور پیسے بچائے ہیں۔ ...... آپ پر مقدمہ چلایا گیا وکیل نے کہا کہ مقدمہ کرنے والوں کی مخالفت تو واضح ہے اور گواہیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آپ انکار کر دیں کہ میں نے نہیں ڈالا تو کچھ نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ جب عدالت میں پیش ہوئے اور عدالت نے پوچھا۔ آپ نے کوئی ایسا مضمون ڈالا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں، ڈالا تھا لیکن کسی دھوکے کے لئے نہیں بلکہ خط کو مضمون کا حصہ ہی سمجھا تھا۔ اس سچائی کا عدالت پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے کہا کہ ایک اصطلاحی جرم کے لئے ایک سچے اور راستباز شخص کو سزا نہیں دی جاسکتی اور بَری کر دیا۔

س: احد کی جنگ میں ایک جاں نثار صحابی نے آنحضرتؐ کی کس طرح حفاظت کی؟

ج: اُحد کی جنگ میں ایک ایسا موقع آیا کہ صرف ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے اور دشمن بے تحاشا تیر اور پتھر پھینک رہے تھے۔ اُس صحابی نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف کر دیا اور اُس پر اتنے تیر اور پتھر لگے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔

س: حضرت عمرؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے حوالہ سے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کہے گا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔

س: حضرت ابوبکرؓ کو جو بے مثال محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے تھی بیان کریں؟

ج: فرمایا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل ایک لشکر تیار کیا تھا کہ شام کے بعض مخالفین کو جا کر اُن کی شرارتوں کی سزا دے۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آپؐ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور اکثر صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ اس لشکر کی روانگی ملتوی کر دی جائے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو یہ جواب دیا کہ کیا ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ طاقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے لشکر کو روک لے۔ خدا کی قسم! اگر باغی مدینہ میں داخل بھی ہو جائیں اور ہماری عورتوں کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی وہ لشکر ضرور جائے گا۔

س: حضور انور نے حفاظت قرآن کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! صحابہ نے خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کو لیا اور اسے قائم رکھا۔ حتیٰ کہ دشمن بھی اقرار کرتے ہیں کہ اُسے ذرہ بھر بھی نہیں بدلا گیا۔ عیسائی، ہندو، یہودی غرضیکہ سب مخالف قومیں تسلیم کرتی ہیں کہ قرآنِ کریم کا ایک شعشہ بھی نہیں بدلا۔

س: حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود کی بعثت کا کیا مقصد بیان فرمایا؟

ج: حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا کہ تا آپ اخلاقِ فاضلہ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق دلوں میں قائم کریں۔

س: حضور انور نے ''دنیوی زندگی لہو ولعب کی طرح ہے'' (الانعام:33) کے ضمن میں کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! دنیوی زندگی لہو ولعب کی طرح ہے۔ یہ سب کھیل تماشے کی چیزیں ہیں۔ یہ ایسی ہی ہیں جس طرح فٹ بال، کرکٹ یا ہاکی ہوتی ہے۔ پھر کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ حکومت اُس کی زمین، مکان اور جائیداد تو ضبط کر لے مگر گلی ڈنڈا اُس کے بیٹے کو دے دے۔

س: تربیت اولاد کے حوالہ سے حضور انور نے والدین کو کیا نصائح فرمائیں؟

ج: فرمایا! کہ (جو) ماں باپ چوری چھپے جرم کرنے والوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اول تو وہ اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انہوں نے اولاد کو دینی تعلیم سے محروم رکھا۔ اگر اُن کے نزدیک نیکی کی کوئی قیمت ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس سے اپنی اولاد کو محروم رکھتے اور اُس میں اگر کوتاہی ہوگئی تربیت میں پھر مجرم کی اعانت سے ہی باز رہتے۔

س: تربیت اولاد کے حوالہ سے سید حامد شاہ صاحب (رفیق) نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحت کی؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود کے (رفیق) سید حامد شاہ صاحب مرحوم بہت مخلص احمدی تھے ایک دفعہ اُن کے لڑکے کے ہاتھ سے ایک شخص قتل ہو گیا۔ آپ نے اپنے لڑکے کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اس شخص کو مارا ہے۔ اُس نے کہا ہاں مارا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر سچی بات کا اقرار کرلو۔ لوگوں نے کہا کیوں اپنے جوان لڑکے کو پھانسی لٹکوانا چاہتے ہو مگر آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کی سزا سے اگلی دنیا کی سزا زیادہ سخت ہے اور اپنے بیٹے کو یہی نصیحت کی کہ اقرار کرلے۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اُس لڑکے کی بریت ثابت ہوگئی۔ تو سچائی کی وجہ سے اُس سزا سے بھی چھوٹ گیا۔

س: چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے اپنے بھائی کو دنیا کی سزا اور آخرت کی جزا کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: ایک مقدمہ...... چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے بھائی پر ہوا۔ چوہدری صاحب اُس وقت...... لندن میں تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو لکھا کہ یہ ایمان کی آزمائش کا وقت ہے۔ اگر تم سے قصور ہوا ہے تو میں تمہارا بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس دنیا کی سزا سے اگلے جہان کی سزا زیادہ سخت ہے۔ اس لئے اُسے برداشت کرلو اور سچی بات کہہ دو۔

س: حضور انور نے سیالکوٹ کے ایک احمدی کی جماعت میں شمولیت کے بعد طرزِ عمل میں پاک تبدیلی کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! سیالکوٹ کے رہنے والے ہمارے ایک دوست ہیں احمدی ہونے کے بعد جب اُنہیں معلوم ہوا کہ رشوت لینا دینی تعلیم کے خلاف ہے تو اُنہوں نے تمام اُن لوگوں کے گھروں میں جا جا کر جن سے وہ رشوتیں لے چکے تھے، واپس کیں۔ اس سے وہ بہت زیر بار بھی ہوگئے۔ مقروض ہوگئے مگر اس کی انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔

س: حضرت مصلح موعود نے احمدیوں کو کیا تاکید کی؟

ج: آپ فرماتے ہیں ''کہ میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس امانت کی قدر کریں جو اُن کے سپرد کی گئی ہے۔'' حضرت مسیح موعود نے آ کر ہمیں جائیدادیں، حکومتیں، کوئی ایجادیں اور سامانِ تعیش نہیں دیا بلکہ صرف ایک سچائی، دینِ حق اور اخلاقِ فاضلہ ہمیں دیئے۔ اگر وہ بھی جاتے رہے تو کس قدر بدقسمتی ہوگی۔

س: ڈاکٹر مارٹن کلارک والے مقدمہ میں حضرت مسیح موعود نے کن اخلاق فاضلہ کا اظہار فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی کس طرح تائید و نصرت کی؟

ج: مولوی فضل دین صاحب لاہور جو اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود کی طرف سے پیروی کر رہے تھے سنایا کہ جب میں نے ایک سوال کرنا چاہا جس سے مولوی محمد حسین کی ذلت ہوتی تھی تو آپ نے مجھے اس سوال کے پیش کرنے سے منع کر دیا۔

س: غصّہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھنے کے متعلق حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

ج: حضرت مسیح موعود کو دیکھو کہ ایسے شدید دشمن کے صحیح واقعات سے بھی اُس کی تذلیل گوارا نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ؎

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

س: اولاد کو نیک اخلاق سکھانے کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: جو شخص اپنی اولاد کو نیک اخلاق نہیں سکھاتا وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے دشمنی کرتا ہے بلکہ سلسلہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتا ہے اور خدا سے دشمنی کرتا ہے۔

س: حضرت مصلح موعود نے خطبات امام وقت کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانے اور جماعت کی ترقی کے راز کو کس مثال سے بیان فرمایا؟

ج: حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ میں بہت ساری نصیحتیں کرتا رہتا ہوں جب تک خطبات چلتے رہتے ہیں، کچھ نہ کچھ اثر رہتا ہے اور جب خطبات کا سلسلہ بند ہوتا ہے یا کچھ عرصے بعد پھر وہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔ پس جب توجہ دلائی جائے تو اُس کو غور سے سننے کے بعد پھر اُس کو عملی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے اور یہی جماعت کی ترقی کا راز ہے اور یہی چیز جو ہے صحیح عبد بناتی ہے انسان کو۔

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

37

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ جاپان

ٹوکیو روانگی، پریس کانفرنس، سینئر پارلیمنٹیرین کا ایڈریس، جرنلسٹس کے سوال اور حضور انور کے جواب

رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

10 نومبر 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا پانچ بجے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

ٹوکیو روانگی

آج پروگرام کے مطابق ناگویا (Nagoya) سے بذریعہ ٹرین ٹوکیو (Tokyo) کے لئے روانگی تھی۔

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے تو ہوٹل کی لابی (Lobby) میں خواتین اور بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھیں۔ اس موقع پر بچیوں کے گروپ نے دعائیہ گیت پیش کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد ناگویا ریلوے سٹیشن کے لئے روانگی ہوئی۔

دس بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ریلوے سٹیشن پہنچے۔ یہاں سے ٹوکیو کے لئے ٹرین کی روانگی گیارہ بجکر تین منٹ پر تھی۔ گاڑی اپنے وقت پر ٹھیک گیارہ بجکر ایک منٹ پر اپنے پلیٹ فارم پر پہنچی اور گیارہ بجکر تین منٹ پر ٹوکیو کے لئے روانہ ہوئی۔ جاپان میں گاڑیاں اپنے وقت پر آتی ہیں اور اپنے وقت پر آگے روانہ ہوتی ہیں۔ وقت کے لحاظ سے ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی۔

ناگویا سے ٹوکیو کا فاصلہ قریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر ہے۔ اس بلٹ ٹرین Nazomi سپر ایکسپریس کی رفتار بعض جگہوں پر 280 کلومیٹر فی گھنٹہ اور بعض جگہوں پر تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

راستہ میں یہ ٹرین Yokohama اور Shinagawa کے ریلوے سٹیشن پر رکتی ہوئی بارہ بجکر تینتیس منٹ پر ٹوکیو کے سٹیشن پر پہنچی۔

ریلوے سٹیشن ٹوکیو پر احباب جماعت حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ریلوے سٹیشن سے روانہ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بجکر دس منٹ پر اپنی جائے رہائش ہوٹل Ana Intercontinental تشریف لے آئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل کے ایک ہال میں (جو نمازوں کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا گیا تھا) تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

پریس کانفرنس

آج اسی ہوٹل Continental میں پروگرام کے مطابق ایک پریس کانفرنس کا انعقاد تھا۔ جس میں پریس کے نمائندوں کے علاوہ بعض دیگر جاپانی مہمان بھی شامل تھے۔ مہمانوں کی کل تعداد 64 تھی جن میں Yomiuri اخبار اور Chugai Nippo اخبار کے تین جرنلسٹس کے علاوہ دو ممبران پارلیمنٹ، سات مختلف اداروں کے پریذیڈنٹس Shinto Temple کے ہیڈ، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر مہمان شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس ہال میں تشریف لائے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ امجد عارف صاحب نے کی اور فرحان ملک صاحب نے اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم عمر احمد ڈار نے ایک تعارفی ایڈریس پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم حزقیل احمد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کے تعارف کے حوالہ سے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

آج اس پریس کانفرنس کے پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں میں جاپان کے ایک سب سے سینئر پارلیمنٹیرین Dr. Jimi Shozaburo بھی شامل تھے۔ موصوف 38 سال تک جاپان کے ممبر پارلیمنٹ رہے ہیں اور وزیر خزانہ اور وزیر پوسٹل سروسز بھی رہے ہیں۔ موصوف حضور انور کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

سینئر پارلیمنٹیرین کا ایڈریس

موصوف نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

آج حضور انور کے ساتھ بیٹھنا میرے لئے بہت عزت وقار اور غیر معمولی اعزاز کا باعث ہے اور میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ آج حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔

موصوف نے کہا جاپان میں آنے والے زلزلہ اور سونامی کے بعد جب میں دورہ کرتے ہوئے اچانک ایک سکول میں گیا تو وہاں جماعت احمدیہ ہیومینیٹی فرسٹ کا کیمپ لگا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ یہ لوگ سب سے پہلے خدمت کے لئے پہنچے، ان کا جذبہ قابل قدر تھا اور جوش اور ولولہ تھا۔ آج **میں حضور انور کی خدمت میں سپیشل طور پر شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ جماعت احمدیہ نے اس مصیبت کی گھڑی میں ہماری بہت خدمت کی** ہے۔ موصوف نے کہا کہ جب میں نے حضور انور کے یورپین پارلیمنٹ اور کیپٹل ہل میں خطابات پڑھے تو مجھے حضور انور کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ اس لئے حضور انور کو ایئرپورٹ پر پروٹوکول دینے کے لئے میں نے بھی اپنی حقیر سی کوشش کی۔ چونکہ میں حکومت میں مختلف وزارتوں میں رہا ہوں۔ اس لئے مجھے علم تھا کہ اہم شخصیات کو کس طرح پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ موصوف نے کہا کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد 1951ء میں سان فرانسسکو (امریکہ) میں ایک معاہدہ ہوا تھا۔ جس میں جاپان پر بعض سخت پابندیاں لگائی جا رہی تھیں۔ تو اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جاپان کے حق میں ایک زبردست تاریخی تقریر کی تھی اور کہا تھا کہ معاہدہ اور پابندیاں جاپان کے ساتھ عدل اور انصاف کی بنیاد پر ہونی چاہئیں، انتقام کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئیں اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ مستقبل میں جاپان ساری دنیا میں معاشی لحاظ سے امن کے لحاظ سے ایک اہم کردار ادا کرنے والا ملک ہوگا۔ چنانچہ آپ نے جاپان کی آزادی میں اور جاپان کے آگے بڑھنے میں بہت عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔

موصوف نے کہا میں آج جاپان کے ایک وزیر کی حیثیت سے آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ وہ جماعت احمدیہ کے ایک مخلص ممبر تھے اور انہوں نے جماعت کی حمایت میں بہت کام کیا۔

موصوف نے اپنے ایڈریس کے آخر پر پھر کہا کہ میں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جاپان میں حضور کو خوش آمدید کہتے ہوئے، حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

سوال و جواب

بعد ازاں جرنلسٹس کی طرف سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔

جرنلسٹ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے حوالہ سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:۔

بائبل جو Old Testament اور New Testament کا مجموعہ ہے۔ اسے ہم عیسائیوں کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک نبی سے بڑھ کر خدا کا مقام دیا جاتا ہے اور (دین حق) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک نبی تسلیم کرتا ہے۔ جس طرح دنیا کی باقی اقوام میں انبیاء آئے، اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی آئے یہ فرق ہے دونوں مذاہب کی تعلیمات کا۔ ہم عیسیٰ کو وہ مقام دیتے ہیں جو ایک انسان کو دینا چاہئے اور خدا کے پیارے کو دینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا باوجود اس اختلاف کے ہم دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے اصل مقام کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے باوجود عیسائیت کے ساتھ (مومنوں) کی وہ مخالفت نہیں ہے جو کسی زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ اب تو عیسائیت میں بھی بہت سے فرقے ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس بات کو Realise کر لیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام خدا کا مقام نہیں ہے۔

حضور انور نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ بائبل کی رو سے وہ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ جو بارہ قبائل تھے ان کی اصلاح کے لئے آنے کا ذکر بائبل میں ہے۔ بلکہ حضرت عیسیٰؑ خود تسلیم کرتے ہیں کہ میں بارہ قبائل کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ تو یہ عقیدہ کہ وہ خدا ہیں بائبل کی رو سے ہی باطل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ غور سے بائبل پڑھیں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ وہ بارہ قبائل کے لئے آئے تھے۔ اس لئے خدا نہیں تھے۔

اس سوال کے جواب میں کہ (مومن) اور عیسائی وغیرہ کس طرح باہم اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا یہ بڑی اچھی بات ہے قرآن کریم نے اس بارہ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "تو کہہ دے اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں

کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا‘‘۔ (آل عمران:65)

حضور انور نے فرمایا ہر ایک مانتا ہے کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ پس مقاصد کے حصول کے لئے ایک خدا پر سب مذاہب کو اکٹھا ہو جانا چاہئے اور باقی سب مذہبی اختلافات کو ختم کر دینا چاہئے۔ مذہب کا معاملہ دل کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہر ایک دین کے معاملہ میں، مذہب کے معاملہ میں آزاد ہے۔

حضور انور نے فرمایا جب تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں تو پھر تمام مذاہب کو اس بات پر جمع ہو جانا چاہئے کہ ایک خدا کی عبادت کریں اور جو اس کی مخلوق ہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے۔

حضور انور نے فرمایا بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد نے یہی تجویز مختلف مواقع پر پیش کی۔ ملکہ وکٹوریہ کی جون 1897ء میں گولڈن جوبلی کے موقع پر آپ نے تحفہ قیصریہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے ملکہ وکٹوریہ کو بھجوائی۔ اس کتاب میں آپ نے آنحضرت ﷺ اور (دین) کی صداقت کا اظہار اور ان اصولوں کا ذکر فرمایا ہے جو امن عالم اور اخوت و محبت کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ آپ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کرنا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے مذہب پر اعتراض کیا جائے۔ یہ پابندی لگا دی جائے کہ کوئی ایک دوسرے کے مذہب پر اعتراض نہ کرے تا کہ باہمی بھائی چارہ اور اخوت و محبت اور رواداری قائم ہو۔ ہر ایک کو یہ حق ہونا چاہئے کہ اپنے مذہب کی تبلیغ آزادی سے کر سکے۔ جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے قبول نہ کرے۔

حضور انور نے فرمایا آج جماعت احمدیہ دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے کوشاں ہے اور ہر طرف یہی پیغام پہنچا رہی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بتایا ہے کہ دنیا کی ہر قوم کی طرف نبی آئے۔ کچھ کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور کچھ کا ذکر بائبل میں ہے۔ مجموعی طور پر ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد کا ذکر ملتا ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں نبی بھیجا۔ ہم حضرت بدھؑ کو خدا تعالیٰ کا نبی مانتے ہیں۔ ان کا مقام ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی بھی نبی کا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا اللہ کا لفظ اسلام میں صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہی استعمال ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا نام ہے جس میں اس کی ساری صفات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار لامحدود صفات ہیں۔ ہمیں صرف 99 صفات کا علم ہے یا بعض جگہ 104 بھی بیان ہوئی ہیں۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے جو بھی کام یا تغیرات ہو رہے ہیں یا ہو سکتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت کے تحت ہیں۔ اس لئے توحید میں، خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں اور خدا تعالیٰ کی صفات میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا ابھی جو قرآن کریم کی تلاوت کی گئی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی صفات رحمٰن، رحیم، غیب کا جاننے والا، شہادۃ، ملک، قدوس، سلام، مومن، خالق، الباری اور مصور وغیرہ بیان کی گئی ہیں۔ اگر توحید اور صفات میں کسی قسم کا ٹکراؤ ہوتا تو خدا تعالیٰ خود اپنی ان صفات کو قرآن کریم میں بیان نہ کرتا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا قرآن کریم آخری اور کامل شریعت ہے۔ کامل شریعت وہ ہوتی ہے جس میں ہر قسم کی خوبی پائی جاتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں تمام ضروری باتوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس سے زائد مقامی رسم و رواج ہیں اگر ان رسم و رواج کا (دینی) تعلیم سے ٹکراؤ نہیں تو پھر ان کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (دین) یہ نہیں کہتا کہ (مومن) بنانے کے لئے تم ایسی ایسی باتیں اپنا لو جو (دین) کی تعلیم سے ٹکراتی ہوں اور (دین) ان کی اجازت نہ دیتا ہو۔

حضور انور نے فرمایا (دین) تو یہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو، بیوی خاوند کے حقوق ادا کرے اور خاوند بیوی کے حقوق ادا کرے، بچوں کے حقوق ادا کرو، مالی معاملات میں، لین دین میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو اور انصاف اور عدل قائم کرو۔

اس طرح انصاف قائم کرو کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف کرنے سے نہ روکے۔ حق بات کہو، سچائی پر قائم ہو جاؤ اور اس طرح قائم ہو کہ اگر اپنے خلاف اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔

پس اصل یہ ہے کہ خدا کا حق ادا کرو اور اس کے بندوں کا حق ادا کرو۔ پس اس کے اندر رہتے ہوئے اگر معاشرہ کی، ہر قوم کی روایات کا خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر، اس کی دی ہوئی تعلیم پر اثر نہیں پڑتا تو پھر ان کو اپنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جاپانی قوم کے بعض اخلاق بہت اعلیٰ ہیں اور عین (دین حق) کے مطابق ہیں۔ (-) جو تبلیغ کر رہا ہے یہ پیغام پہنچا رہا ہے اسے بھی یہ اچھے اخلاق اپنانے چاہئیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر اچھی چیز کو اپناؤ ہر اچھی چیز تمہاری کھوئی ہوئی میراث ہے۔ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

جرنلسٹ کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ...... اس کلمہ پر اکٹھے ہو جائیں جو ہم سب کے درمیان مشترک ہے کہ ایک ہی خدا کی عبادت کریں۔ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں۔ مخلوق ہونے کے ناطے ہم سب کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے ہم سب ایک ہی خدا کے ماننے والے ہیں۔

جرنلسٹ نے سوال کیا کہ بائبل کہتی ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسرے کے لئے بھی پسند کرو۔ اس سے باہمی تعلقات کا ایک بہت اچھا اصول نکل سکتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا (دین) میں بھی یہی اصول ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔ حضرت مسیح موعود بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے کہ دوسرے کا درد تم اسی طرح محسوس کرو جس طرح اپنا درد محسوس کرتے ہو تو تبھی تم دوسروں کے حقوق ادا کر سکتے ہو اور (دینی) تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتے ہو۔

حضور انور نے فرمایا (دین) کے اسی اصول کے تحت ہم (دعوت الی اللہ) کا کام کرتے ہیں۔ ہم (دین) کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں کہ ہمیں خدا کا قرب حاصل ہو جائے اور ہم مخلوق خدا کے حقوق ادا کرنے والے ہوں تو یہی تعلیمات اور پیغام ہم دوسروں کے لئے پسند کرتے ہیں اور انہیں پہنچاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو ہمارا نعرہ ہے کہ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ یہ انہی باتوں اور تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ میں مذہب اور سائنس کے آپس کے تعلق کے بارہ میں جاننا چاہتا ہوں اور پھر خواتین کی صلاحیتوں کو زیادہ پھیلانے کے بارہ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ موصوف نے عرض کیا کہ پاکستان سے ایک بچی تین سال کی عمر میں ہجرت کر کے امریکہ آئی اور پھر اس نے امریکہ میں پی ایچ ڈی کی، ایک انسٹیٹیوٹ کی ہیڈ بھی رہی اور ایک دفاعی عہدہ پر بھی فائز رہی۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں خواتین میں بہت زیادہ Talent موجود ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے ہماری کائنات، زمین کی بناوٹ اور انسانی پیدائش کے عمل سے لے کر بگ بینگ اور بلیک ہول اور کائنات کے حوالہ سے دوسری سب چیزوں کا ذکر اور راہنمائی اس میں موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا پاکستان کے سب سے بڑے سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جو نوبیل انعام یافتہ تھے وہ اپنی تحقیق اور ریسرچ میں قرآن کریم سے مدد لیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں سات سو آیات ہیں جو سائنس کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ ہمارے نزدیک سائنس اور مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

باقی جہاں تک خواتین کے تعلیم حاصل کرنے اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا تعلق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ہر مرد اور عورت پر تعلیم حاصل کرنا فرض ہے۔ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین تربیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا سوئٹزرلینڈ میں انڈر گراؤنڈ جو بگ بینگ (Big Bang) پر کام ہو رہا ہے جو سائنٹسٹ کی ٹیم اس پر کام کر رہی ہے اس میں ایک احمدی لڑکی بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم حاصل کرنے میں ہماری احمدی لڑکیاں، لڑکوں سے آگے ہیں۔ جو اچھے اور ذہین طلباء ہوتے ہیں لیکن مزید تعلیم کے حصول کے لئے ان کی مالی استطاعت نہیں ہوتی تو جماعت وظائف دے کر بھی ایسے بچوں کو پڑھاتی ہے۔ افریقہ میں ہم بلاتمیز مذہب اور رنگ و نسل ہر ایک کو تعلیم کی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تعلیم حاصل کرو، تحقیق کرو، ریسرچ کرو اور آگے پڑھنے کی کوشش کرو۔

حضور انور نے ریسرچ کے حوالہ سے فرمایا کہ اگر تم Cloning کر کے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرو گے اور کچھ کر بھی لو گے تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا اور تباہی پر منتج ہوگا اور پھر آخرت میں بھی سزا ملے گی کیونکہ تم خدا کی مخلوق کو تبدیل کر رہے ہو جس کی تمہیں اجازت نہیں دی گئی۔ حضور انور نے فرمایا اگر انسانوں میں کلوننگ کر کے کوشش کی تو پھر ایسا خطرناک فساد پیدا ہوگا جو انتہائی خوفناک تباہی پر منتج ہوگا۔

جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یورپین ممالک میں سائنس کا کوٹہ 30 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن ان ممالک میں ایسا نہیں ہو رہا۔ جاپان میں بھی ایسا نہیں ہے۔ تو کیا اسلامی ملکوں کے بارہ میں کوئی Data آپ کے پاس ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی ممالک کا Data تو میرے پاس نہیں ہے۔ اگر ترقی یافتہ ممالک میں اس بارہ میں شکوہ ہے تو پھر تیسری دنیا کے ممالک سے کیا شکوہ ہو سکتا ہے؟ ان میں تو مرد بھی اتنے پڑھے لکھے نہیں ہیں تو عورتوں کے بارہ میں کیا بات ہو سکتی ہے وہ بھی مردوں کی طرح ہی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا جماعت احمدیہ کے بارہ

میں، میں جانتا ہوں کہ خدا کے فضل سے لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں اور غیروں کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ تعلیم حاصل کریں اور ہم غیروں کی مدد بھی کرتے ہیں۔

ایک مہمان نے سوال کیا کہ پاکستان میں احمدیوں پر کیوں ظلم ہو رہا ہے۔

حضور انور نے اس سوال کا تفصیلی جواب عطا فرمایا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: مذہب کا معاملہ دل سے ہے۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہر ملک کا شہری کوئی بھی مذہب اختیار کر سکتا ہے۔ مذہب کے بارہ میں کوئی سختی نہیں ہونی چاہئے۔ (دعوت الی اللہ) کرنے کا حکم ہے۔ پیغام پہنچانے کا حکم ہے وہ پہنچایا جائے۔ ہر مذہب کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور پیغام پہنچانے کا حق ہے۔

حضور انور نے فرمایا سب سے پہلی حکومت مدینہ میں قائم ہوئی۔ جہاں آنحضرت ﷺ کو تمام اختیارات دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے فیصلے اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں گے۔ یہودیوں کے فیصلے یہودی شریعت کے مطابق ہوں گے اور جو دوسرے قبائل ہیں ان کے فیصلے ان کے رواج اور دستور کے مطابق ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا پس ملکی قانون تو ایسے ہونے چاہئیں تو ہر شخص کو، ایک شہری کے حقوق دلوائیں اور ہر شہری کو اس کا حق ملے۔ حکومت کا کام ہر شہری کو اس کا حق دینا ہے نہ کہ اس کے مذہب کے فیصلے کرنا۔

جاپان میں بدھ مذہب کے لوگ ہیں۔ ہندو ہیں، عیسائی ہیں اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں۔ ہر ایک کو ان کے شہری حقوق ملنے چاہئیں۔ اگر شہری حقوق نہیں ملیں گے تو فساد پیدا ہوگا۔ پس مذہب کی آزادی ہونی چاہئے۔ قرآن کریم کسی کے مذہب میں دخل اندازی سے منع کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا مسلمان ملکوں میں اسلامی شریعت کے مطابق قوانین بنا سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کر سکتے کہ ہر شہری ان کا مذہب قبول کر کے ان کی پابندی کرے۔

حضور انور نے فرمایا بعض عائلی قوانین جو قرآن کریم میں ہیں اگر مسلمان ملک ان پر عمل کروانے کے لئے اپنے قانون کا حصہ بنا لیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن کسی مسلمان ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جبر کر کے اپنے شہریوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جائے یہ غلط ہے۔

حضور انور نے فرمایا UNO کے تحت ہیومن رائٹس کے چارٹر میں تمام ممالک شامل ہیں۔ اس کے مطابق ہر ملک میں ہر شہری کے حقوق ہیں اور ہر ملک میں اس چارٹر پر عمل ہونا چاہئے اور ہر شہری کو اس کے حقوق ملنے چاہئیں۔ جو حقوق ہر شہری کے جاپان اور امریکہ میں ہیں، وہی حقوق ہر شہری کے اسلامی ممالک میں ہیں۔ قرآن کریم کا یہ حکم نہیں کہ ظلم کرو بلکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ انصاف سے کام لو۔

قرآن کریم تو یہ کہتا ہے اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ پس انصاف کرو اور عدل سے کام لو۔

حضور انور نے فرمایا پس قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ضروری ہے کہ انصاف اور عدل کے ساتھ ہر شہری کو اس کا حق دیا جائے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ہمسائیگی کا بھی حق ادا کرو، چالیس گھروں تک تو ہمسایہ کے حق کی ادائیگی ہے۔ لیکن صرف یہی نہیں آگے بڑھتے جائیں تو ہمسایہ قوموں کے حق بھی ادا ہونے چاہئیں۔ اگر ایسا ہو جائے اور ہمسایہ اقوام کے حقوق ادا ہونے لگیں تو پھر کہیں بھی کوئی خرابی نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ہمسایہ کے حقوق کے حوالہ سے اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اسے وارث ہی نہ بنا دیا جائے۔ پس اسلام تو حقوق دلواتا ہے نہ کہ غصب کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر انتہا پرست، اسلام کے نام پر دہشت گردی کر رہے ہیں تو وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ وہ ایسا اپنے ذاتی مفاد کے لئے کر رہے ہیں نہ کہ اسلام کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا میں اس بات کو ہر جگہ دہراتا ہوں کہ جو شدت پسند القاعدہ، طالبان وغیرہ تنظیمیں ہیں وہ اسلام کے نام پر یہ حرکتیں کر رہی ہیں۔ ان کے یہ عمل اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں بلکہ یہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

پریس کانفرنس کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

بعد ازاں مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور کے ساتھ تصاویر بنائیں اور حضور انور نے ازراہ شفقت ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ پونے نو بجے یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کے لئے حاصل کئے گئے ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

مکرم پروفیسر ظفر عباس تارڑ صاحب

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے (12)

اردو زبان و ادب ۔ تعارف اور اہمیت

اپنے وجود کا اظہار، اپنے جذبات کا بیان، اپنے محسوسات کی تصویر کشی، اپنے ماحول کی منظر کشی، حقائق کا اعتراف اور دوسروں کے ردعمل کی وضاحت و ترجمانی انسان کی ازلی خواہش رہی ہے۔ لیکن ان خواہشات کی تکمیل اور اظہار کسی لسانی نظام کے بغیر ناممکن ہے۔ حرف و الفاظ کی اہمیت اور ضرورت ''زبان'' کی تشکیل کا سبب بنتے ہیں اور زبان اظہار و ابلاغ کا بہترین ذریعہ بن کر ادب کی تخلیق میں ممد و معاون ہوتی ہے۔ یہ تخلیقات دنیائے زبان و ادب کے ہر عہد اور دور میں قاری کے سامنے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان کے کتب خانوں میں بکثرت ادبی تخلیقات مخطوطات، کتب اور رسائل کی صورت دستیاب ہیں۔ یوں زبان و ادب کے مطالعہ کے لئے ان تصانیف اور فن پاروں کی معاونت ایک لازمی ضرورت اور ان کی اہمیت مسلّم ہے۔

ابتدائی معروضات کے تسلسل میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی یہ رائے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ زبان اظہار خیال کی ایک مربوط و مرتب شکل کا نام ہے۔ زمانہ تاریخ کے آغاز سے بھی بہت پہلے انسان اپنی اس منفرد خصوصیت کو کام میں لانے کے قابل بن چکا تھا۔ نہ صرف گفتگو بلکہ تحریر پر بھی اس کو قدرت حاصل تھی۔ کسی نہ کسی طرح وہ اپنے مفہوم کو دوسروں تک پہنچانے کے قابل ہو چکا تھا لیکن یہ بھی ایک امر بدیہی ہے کہ وہ سب زبانیں اب قصہ پارینہ بن چکی ہیں اور وقت کے ساتھ تغیر و تبدل کے اتنے مراحل سے گزری ہیں کہ ان کا اصل ڈھانچا خیال و خواب کی حیثیت رکھتا ہے جو ماہرین لسانیات کی توجہ کا مرکز بنے تو بنے ایک عام آدمی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

بات یہ ہے کہ زبان زندہ انسانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ سوچ کے اظہار کا ذریعہ ہے گردوپیش سے متاثر ہوتی ہے اور تہذیب و معاشرت سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔ جوں جوں کوئی قوم تہذیب و تمدن کی منزلیں طے کرتی ہے اس کی ضروریات بڑھتی ہیں فلسفہ و فکر، نظام خیال میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، زبان بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ الفاظ مرتے اور زندہ ہوتے رہتے ہیں۔ جب کوئی نیا خیال کسی ادائیگی کے الفاظ میں تہذیب سے متعارف ہوتا ہے، اپنے اظہار کے لئے لفظ بھی لاتا ہے اسی طرح جب کوئی خیال مردہ ہو جاتا ہے اس کی ادائیگی کے الفاظ بھی یکساں باہر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی زبان بھی ویسی نہیں جیسی وہ ابتداء میں تھی۔ جتنے اثرات بیرونی و خارجی، انسانوں پر پڑے اتنے ہی اثرات سے زبانیں دوچار ہوئیں۔ ان اثرات کے دو معروف ذرائع ہیں، کوئی قوم کسی قوم پر حملہ آور ہو یا تجارتی لین دین کے رشتے استوار ہوں اور یہ لین دین اتنا طویل اور پائیدار ہو کہ ایک دوسرے کی ضروریات گھل مل کر ایک ہو جائیں اور آہستہ آہستہ ایک زبان کے لفظ دوسری زبان مستعار لینے پر آمادہ ہو جائے۔ ایسا ہر زبان اور ہر قوم کے ساتھ ہوتا ہے۔ مختلف تہذیبی عوامل، رنگا رنگ قدرتی عناصر، مسلسل میل اور رسوم و معاشرت گھل مل کر رفتہ رفتہ صدیوں میں جا کر کسی زبان کے خدوخال اجاگر کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ادب ہمارے تجربات اور مشاہدات کا ترجمان اور زبان ہمارے خیالات کی ترجمانی کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ ادب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں زندگی کی حقیقتیں جھلکتی ہیں اور چونکہ ادب زندگی سے متعلق اور زندگی سے پیدا ہوتا ہے اس لئے ادب کا مطالعہ ہمیں زندگی کے تلخ و شیریں حقائق سے آشنا کرتا ہے۔ تاہم ان تخلیقات میں رنگ ثبات و دوام اس وقت پیدا ہوتا ہے جب زندگی کی دائمی قدروں اور حقیقتوں کے ساتھ ساتھ فنی اور جمالیاتی اقدار کا رنگ بھی موجود ہو اور اس حسین امتزاج سے وہ ادب تخلیق ہو پائے جو سعدی، رومی، میر، غالب، میر امن، آزاد، سرسید اور ڈپٹی نذیر احمد کے ہاں ملتا ہے۔ یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ چونکہ ادب کا موضوع زندگی ہے اور زندگی کے کئی پہلو ہیں۔ مثلاً معاشرتی، سماجی، تعلیمی، مذہبی اور اخلاقی جبکہ مذہب و اخلاق اور ادب میں چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ اس کا اظہار تصوف کی صورت میں ہوا۔ زندگی کی یہی رنگا رنگی اور تنوع ادب کا موضوع ہے۔

اردو زبان و ادب کی اہمیت کو بھی مندرجہ حقائق کی روشنی میں جاننا چاہئے اور اس حوالے سے مزید معروضات کے بیان سے قبل اردو زبان و ادب کے مختصر تاریخی پس منظر کا تعارفی جائزہ یقیناً دلچسپی کا حامل ہوگا۔ لسانی تفصیلات میں جائے بغیر دستیاب تاریخی حقائق کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو کو ابتداء میں ہندی، ہندوی، جب کہ علاقائی نسبت سے دکنی، گوجری، لاہوری، دہلوی،

ہریانی اور زبانِ ہندوستانی کہا گیا۔ اس ارتقائی صورت میں زبان کے لئے ریختہ، ریختہ ہندی، ریختہ اردو، اردوئے معلیٰ اور اردو کے الفاظ رائج ہوئے۔ اور آج یہی لفظ ''اردو'' معروف اور رائج ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ لفظ اردو کا تعلق ترکی زبان سے ہے اور حافظ محمود شیرانی نے لشکر کی بنا پر جس کو اردو بھی کہا جاتا ہے، زبان کو ''اردو'' نام دینا قرین قیاس قرار دیا ہے۔ اردو زبان ساخت کے اعتبار سے مخلوط قسم کی ہے لہٰذا اس کے قواعد اور ذخیرہ الفاظ مختلف زبانوں سے لئے گئے ہیں۔ تاہم اس کی ابتداء سے متعلق ایک سے زیادہ نظریات موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کی ابتداء، صورت پذیری اور ارتقاء کے بارے میں لسانی مباحث اور تحقیقی نزاعات جاری ہیں۔ محققین نے دکن میں اردو، پنجاب میں اردو، بنگال میں اردو، بلوچستان میں اردو، کشمیر میں اردو وغیرہ جیسے نظریات دلائل اور مواد کی صورت میں پیش کئے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سلیم اختر کہتے ہیں کہ مختصر ترین الفاظ میں یہ وہ نظریات ہیں جن سے ہم اردو کے آغاز اور اس کی تکمیل میں مدمحرکات اور صورت پذیری کے باعث بننے والے اہم عناصر سے آگاہ ہوتے ہیں۔ ان نظریات میں سے کلیتًا نہ تو کسی کی تردید کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کسی ایک پر دوسرے کو خصوصیت سے ترجیح دی جا سکتی ہے۔ سب میں کسی نہ کسی حد تک صداقت موجود ہے۔ یہ جزوی سہی مگر اس سے چشم پوشی بھی تو نہیں کی جاسکتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو لسانیات نے محدود عرصہ میں جو گراں قدر تحقیقات سرانجام دیں اور ان کے نتائج میں نظریات کا جو تنوع ملتا ہے وہی تو ہماری لسانیات کا اصل سرمایہ ہے۔

جبکہ ڈاکٹر انور سدید اس موضوع کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، آریاؤں کی آمد سے پہلے جو بولیاں برصغیر میں بولی جاتی تھیں ان کا وجود آریاؤں کی آمد کے بعد بھی قائم رہا۔ اس لسانی ڈھانچے میں آریاؤں نے نئے نئے الفاظ کا اضافہ کیا۔ سنسکرت زبان کو آریائی سرپرستی حاصل ہوگئی اور اس کا رابطہ عوام سے بتدریج کٹتا چلا گیا۔ مقامی زبانوں کو نفرت سے ''پراکرت'' اور ''اپ بھرنش'' کہا گیا لیکن جب مسلمانوں کی آمد شروع ہوئی اور اس قوم نے شمال میں طویل قیام کے بعد جنوب کی طرف پیش قدمی کی تو مقامی زبان کے ذخیرے میں عربی، فارسی اور ترکی الفاظ کا خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اس کی نئی مخلوط صورت کو مختلف اوقات میں مختلف ناموں سے یاد کیا گیا۔ یہ زبان اردو تھی جس کی خام صورت سندھ اور پنجاب میں مرتب ہوئی۔ شاہجہاں آباد میں یہ زبان پروان چڑھی۔ دکن میں اس کا ادب پیدا ہوا پھر اس نے شمال کی طرف مراجعت کی جہاں کلاسیکی انداز میں اس کی آرائش و زیبائش کی گئی اور 1947ء میں جب نئی سیاسی حدبندیاں عمل میں آئیں تو یہ زبان اپنے حقیقی وطن پنجاب و سندھ میں واپس آ گئی۔

اردو کی ابتداء کے متعلق احسن مارہروی نے کیا خوب کہا ہے۔

ابتدا اس کی ہوئی ہے اس زمانے میں یہاں
جب مسلمانوں کا تھا ہندوستاں میں خوب راج

جبکہ اردو کے ارتقاء کے حوالے سے ناطق لکھنوی کا کہنا ہے:

بسکہ قصرِ ہند کا پہلا ہی در پنجاب تھا
اسی لئے اردو کا اول مستقر پنجاب تھا

اور اردو کے نام سے متعلق جگن ناتھ آزاد کہتے ہیں۔

کیا اردو بالآخر وقت نے تجویز نام اس کا
مروت اس کا شیوہ تھا جہانگیری تھا کام اس کا

جب یورپ کے لوگ تجارت اور تجارتی منڈیوں کی تلاش میں برصغیر آئے تو انہیں مقامی بولیوں میں سے کسی ایسی بولی کی تلاش ہوئی جسے زیادہ سے زیادہ مقامی لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی میں لین دین اور بول چال کے حوالے سے سیکھ سکیں اور سمجھ سکیں چنانچہ ان کی نظرِ انتخاب اردو پر پڑی۔ انہوں نے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کی صورت میں ایسا ادارہ قائم کیا جس کا بنیادی مقصد نو آموز انگریز افسروں اور اہلکاروں کو مقامی افراد سے میل جول بڑھانے، بات چیت کرنے اور تہذیب و ثقافت سے آگاہ کرنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ان کو آسان اردو سکھانے کی باقاعدہ کوشش ہوئی اور اس ضرورت کے پیش نظر ایسی تصانیف کے لکھنے کی حوصلہ افزائی کی گئی جن میں سادہ اور سلیس زبان استعمال کی گئی ہو۔ بعدازاں ذاتی سطح پر اردو زبان کو چار چاند غالبؔ کے خطوط نے لگائے اور انہوں نے ادب میں ذاتی خیالات کے اظہار کا خوبصورت اسلوب پیش کیا۔ غالبؔ کی اس کوشش کو مہمیز سرسید اور ان کے رفقاء کی مساعی نے لگائی اور اس کے نتیجے میں اردو زبان اس قابل ہوئی کہ ہر طرح کے خیالات کو ادا کر سکے۔ چنانچہ علمی، ادبی، اخلاقی، مذہبی و دیگر موضوعات پر تصانیف کے ذخیرے میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

قیام پاکستان (1947ء) کے بعد فسادات، خون، المیہ اور قربانیوں کی آگ سے اردو ادب نے ارتقاء کی ایک اور منزل طے کی۔ اس ارتقائی منزل سے حاصل شدہ ادبی اور لسانی تجربات میں مہجوری ادب بھی شامل ہے۔ تقسیم کے بعد برصغیر کے مختلف علاقوں سے لوگ یہاں آئے تو ان کے ساتھ تہذیب، معاشرت، رسم و رواج اور زبان و ادب کا مخصوص مزاج و معیار بھی تھا۔ اس مخلوط امتزاج کے اثرات ادب میں بھی واضح طور پر دیکھے اور محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ اس دور میں اردو زبان و ادب کے عمومی موضوعات اور تجربات کا جائزہ لیا جائے تو خاص طور پر شاعری اور افسانوی ادب میں ہجرت، فسادات، انسان کا انسان پر ظلم، حالات کا جبر اور اس سے متعلق المیے، عدم مساوات، طبقاتی مسائل، زندگی کے تلخ حقائق، معاشی ناہمواری، محبت اور نفرت۔ نئی زمین اور نئے وطن سے جڑے معاملات، ماضی پرستی، انفرادی اور اجتماعی دکھ، تشکیک، اقدار کا ٹکراؤ، جذباتی گھٹن اور اس کے ساتھ ساتھ وطن دوستی، انسان دوستی، مذہب دوستی، ملی جذبہ، معاشرتی تگ و دو، کامیابی کی امید، ناکامی کی خوف، مذہبی عدم رواداری، تشدد اور نئی منزلوں کی جانب سفر اور ہجرت کے رجحانات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی بے حد اہم ہے کہ تقسیم ہند کے باوجود اردو بولنے اور لکھنے والوں کی ایک کثیر تعداد اس وقت بھی اور آج بھی ہندوستان میں آباد ہے اور اردو زبان و ادب کی ترقی اور ترویج میں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

اردو زبان کی اہمیت، ترویج، ترقی اور اشاعت کس قدر اہمیت کی حامل اور ضروری ہے اس حوالے سے اردو کانفرنس منعقدہ 18 / اکتوبر 1964ء بمقام تعلیم الاسلام کالج (ربوہ) کے افتتاحی خطاب فرمودہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ (جو آپ نے اس وقت بحیثیت پرنسپل تعلیم الاسلام کالج پیش فرمایا) سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے، آپ فرماتے ہیں:۔

''اس کانفرنس کے مقاصد خالصتاً تعمیری اور مثبت ہیں۔ ہم اردو کا مینار تخریب کی منفی اقدار پر استوار نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے نزدیک سلبی انداز فکر ذہنی افلاس کی علامت ہے۔ زندہ قوموں کی ہزار پہلو ضروریات اپنے اپنے مقام اور محل پر سب کی سب اہم اور ناقابل تردید حیثیت کی حامل ہوا کرتی ہیں۔

لیکن ہمارا موقف یہ ہے۔ کہ ان جملہ قومی تقاضوں کو ضروری خیال کرتے ہوئے بھی میزان عدل کا توازن برقرار رکھا جاسکتا ہے اور اردو کو وہ ارفع مقام دیا جاسکتا ہے جو اس کا واجبی حق ہے۔

یہ ایک عظیم قومی حادثہ ہے۔ کہ زبان کا مسئلہ جو خالصتاً قومی اور علمی سطح پر حل کیا جانا چاہئے تھا۔ سیاسی نعرہ بازی اور مہمل جذبات کا شکار ہو کر رہ گیا اور سترہ سال کا طویل عرصہ بے کار مباحث اور مجرمانہ غفلت کے ہاتھوں ضائع ہوگیا۔ ہم تو سنتے آئے تھے کہ ہمارے معروف ''ساغر'' کا ایک دور ''صد سالہ دور چرخ'' کے ہم پلہ ہوا کرتا ہے اور رند جب میکدہ سے نکلتے ہیں تو دنیا بدلی ہوئی پاتے ہیں۔ لیکن یہاں سترہ سال کے بعد بھی۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سہل انگاری اور خوش فہمی کے گنبد سے نکل کر ہم حقائق کی دنیا میں قدم رکھیں۔ ٹھنڈے دل سے اپنی مشکلات کا جائزہ لیں اور سنجیدگی سے اپنے تعلیمی، تدریسی، علمی، ادبی، لسانی اور طباعتی مسائل کا حل تلاش کریں۔ زبان و بیان۔ تلخیص و ترجمہ۔ رسم الخط اور اسی قسم کے دیگر عقدوں کی گرہ کشائی کی کوشش کریں۔ ایسا لائحہ عمل بنائیں اور اس کی تشکیل ایسے خطوط پر کریں جس سے یہ گومگو کی کیفیت ختم ہو اور اس ذہنی دھند سے نجات ملے جو قومی افق پر عرصہ سے چھائی ہوئی ہے۔

اس جگہ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہ ہوگا کہ اردو کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ایک پائیدار اور روحانی رشتہ بھی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اکثر تصنیفات اردو ہی میں ہیں۔ اس لئے اردو زبان عربی کے بعد ہماری محبوب ترین زبان ہے۔ اسی لئے ساری دنیا میں جہاں جہاں احمدیہ مشن یا احمدی......موجود ہیں۔ وہاں اردو سیکھی اور سکھلائی جا رہی ہے۔ زبانِ اردو کی یہ وہ ٹھوس اور خاموش خدمت ہے جو جماعت احمدیہ دنیا کے گوشے گوشے میں کر رہی ہے۔ اردو ہماری مذہبی زبان ہے۔ یہ ہماری قومی زبان ہے۔ یہ ہماری آئندہ نسلوں کی زبان ہے۔ یہ وہ قیمتی متاع ہے جو ہمیں ہمارے اسلاف سے ورثے میں ملی ہے۔ اسے اس قابل بنائیے کہ ہماری آئندہ نسلیں اس ورثہ کو سرمایہ افتخار تصور کریں اور اس پر بجا طور پر ناز کرسکیں اور ہماری طرح گونگی اور بے زبان ہو کر نہ رہ جائیں۔

اردو ایک زندہ قوم کی زندہ زبان ہے۔ ادبیات کی اہمیت مسلم لیکن یہ نہ بھولئے کہ اردو زبان کا یہ بھی حق ہے کہ شعر و ادب کے روایتی اور محدود دائرے سے باہر نکلے اور زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو جائے۔ ساری دنیا کے دلوں پر اس کی حکومت ہو۔ قومیں اسے لکھیں، بولیں اور اس پر فخر کریں اور بین الاقوامی زبانوں کی محفل میں اردو بھی عزت کے بلند مقام پر سرفراز ہو''۔

(بحوالہ ذکر اردو، اردو کانفرنس 1964ء صفحہ الف، ب، ج، د، مطبوعہ نصرت آرٹ پریس ربوہ)

ان حقائق اور آراء کی روشنی میں، اردو بحیثیت قومی زبان کے تعلق میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو ہمارا ذریعہ اظہار بھی ہے اور ذریعہ تعلیم بھی، اردو علوم کی زبان بھی ہے اور معلومات کا وسیلہ بھی، اردو ہماری ثقافت بھی ہے اور ہماری تہذیب بھی، اردو ہماری بول چال کی زبان بھی ہے اور رابطے کا ذریعہ بھی۔ اردو زبان بھی ہے اور ادب بھی، لہٰذا اس کی اہمیت سے انکار کیوں کر ممکن ہے۔ بقول غالبؔ۔

جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکر ہو رشک فارسی
گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اسے سنا کہ یوں

اردو زبان سے متعلق نواب مرزا داغ دہلوی کا ایک شعر جو ضرب المثل بن چکا ہے، اس کا حوالہ اکثر دیا جاتا ہے۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

داغؔ نے جو کہا تھا، درست لیکن موجودہ حالات میں جماعت احمدیہ کی مساعی کے سبب اردو کا دائرہ عمل پوری دنیا تک پھیل چکا ہے۔ لہٰذا ان حالات کے تناظر میں اتنا عرض کرنا ہے کہ اب صرف ہندوستان تک نہیں بلکہ ''سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے''۔

مکرم فہیم احمد راشد صاحب

میری والدہ مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ

میری والدہ مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم ٹھیکیدار نواب دین صاحب کی پیدائش 1933ء میں قادیان میں ہوئی آپ کے والد کا نام محترم سبحان علی کاتب تھا جو بڑے نیک اور پانچ وقت کے نمازی تھے اور دفتر روزنامہ الفضل میں بطور کاتب کام کرتے تھے اور تا وقت وفات 1952ء تک بڑی محنت اور دیانت داری سے کام کرتے رہے اور محترمہ والدہ صاحبہ کی والدہ کا نام رشیدہ بیگم صاحبہ تھا وہ بھی پانچ وقت نماز کی پابندی کرنے والی تھیں اور بڑی نیک خاتون تھیں جن کی وفات پاکستان بننے کے بعد ہوئی۔ جوانی میں ان کی وفات ہوگئی۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

جب خاکسار کی نانی اماں جان کی وفات ہوئی تو اس وقت میری امی جان بہن بھائیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ ان کی سب سے چھوٹی بہن محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ناصر احمد صاحب آف ربوہ صرف چھ ماہ کی تھیں اس طرح خاکسار کی امی جان نے سب بہن بھائیوں کو والدہ کی طرح پالا اور سب بہن بھائیوں کی بڑی خدمت کی۔

توکل علی اللہ

امی جان کو خدا تعالیٰ پر بہت توکل تھا اور پانچ وقت نماز کی پابندی کرتی تھیں اور روزانہ نوافل بھی ادا کرتی تھیں۔ اکثر ان کو خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتے دیکھا گیا اور دعائیں بہت کرتیں اور ان کی دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرتا تھا اور اکثر خدا تعالیٰ ان کو خوش خبریاں دیتا رہتا تھا اور کہتی تھیں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تیرا گھر بڑی برکت والا ہے اور ان کی بہت سی خوش خبریاں ڈائریوں میں لکھی پڑی ہیں۔

مہمان نوازی

خاکسار کی امی جان صاحبہ بڑی مہمان نواز تھیں جب پتہ چلتا کہ کوئی مہمان آ رہا ہے تو بڑی خوش ہوتیں اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتا ہے اور جب مہمان آتا تو بڑی خوشی سے ملتیں اور بڑی خدمت کرتیں اور جب مہمان واپس جانے لگتا تو اس کو خوشی سے کپڑے دیتیں اور ان کے بچوں کو پیسے دیتیں۔

اور اگر کوئی ویسے بھی ملنے آتا تو چائے اور بسکٹ سے تواضع کرتیں۔ جب MTA کا باقاعدہ اجراء ہوا۔ تو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ڈش لگانے کی توفیق دی تو ہمارے حلقہ G.7 اسلام آباد کے اکثر احباب اور خواتین حضور کا خطبہ جمعہ سننے آتے تو کہتی تھیں تمام احباب اور خواتین حضرت مسیح موعود کے مہمان ہیں اور ہر دفعہ سب کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کرتیں اور رقم اپنے پاس سے دیتیں اور خاکسار سے کہا کرتیں کہ بازار سے اچھے سے بسکٹ لے کر آؤ۔

اور جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو جب شام کو حضور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا درس قرآن آتا تھا تو حلقہ کے اکثر احباب و خواتین اور بچے درس سننے گھر میں آتے تو سب کی افطاری کرواتی تھیں اور خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کو کہا کرتی تھیں کہ سب کی اچھی طرح خدمت کرنی ہے۔ اس طرح ہم سب مل کر مہمانوں کی خوب خوشی سے اچھی طرح خدمت کرتے۔ سارا رمضان خدمت کرتے تھے اور اس طرح سارے رمضان ہمارے گھر میں شام کے وقت بڑی رونق ہوتی اور بڑا مزا آتا تھا اور امی جان بڑی خوش ہوتی تھیں اور ان کا چہرہ خوشیوں سے چمک جاتا تھا۔

صدقہ و خیرات

خاکسار کی امی جان صاحبہ تقریباً روزانہ صدقہ و خیرات کرتی تھیں بلکہ جو بھی مانگنے آتا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور دیتی تھیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بیمار ہوئے تھے تو ان کی صحت و تندرستی اور صحت و سلامتی کیلئے خصوصی طور سے صدقہ دیتی تھیں۔

غریب پروری

امی جان بہت غریب پرور تھیں اور غریب لوگوں کی بڑی مدد کرتی تھیں مالی طور پر بھی اور اشیاء کی صورت میں بھی دو خواتین جو بڑی غریب تھیں کافی عرصہ تک ہمارے گھر آتی رہیں اور امی جان ان کی بڑی مدد کرتیں اور ان کو کھانا کھلاتی تھیں اور ان کی مالی مدد بھی کرتی تھیں ان میں ایک بزرگ عورت تھیں جو کہ فتح جنگ کی رہنے والی تھیں۔

ایک مرتبہ امی جان اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ اجلاس میں بیت الذکر گئی تھیں اور واپسی پر سردیوں کا موسم تھا اور بارش ہو رہی تھی اور یہ عورت بس میں مانگ رہی تھی اور والدہ صاحبہ کو اس بوڑھی عورت پر بڑا رحم آیا اور اس کو ساتھ اپنے گھر لے آئیں اور اس کو گرم کپڑے دیئے اور چائے پلائی اور کھانا کھلایا اور مالی مدد کی اور کہا کہ جب بھی اسلام آباد آنا ہو تو ضرور ہمارے گھر آنا تو وہ غریب اور بوڑھی اور بزرگ عورت اکثر آتی تھیں جو بڑی کمزور بھی تھیں تو والدہ صاحبہ اس کو ضرور کھانا کھلاتیں اور مالی مدد بھی کرتی تھیں اور اس طرح دوسری عورت تھی وہ بھی بڑی غریب تھی وہ سبزیاں بیچتی تھی اور اکثر وہ بھی امی جان کے پاس آیا کرتی تھیں تو امی جان کبھی کبھی اس سے کوئی سبزی خریدتی تھیں اور اس کے علاوہ مالی مدد بھی کرتی تھیں اور اگر کسی دن یا کافی دن کوئی خاتون نہ آتی تو والدہ صاحبہ بڑی پریشان ہوتی تھیں اور کہا کرتی تھیں اللہ خیر کرے کہیں کوئی خاتون بیمار تو نہیں ہو گئی اور جب بھی کافی دنوں کے بعد آتی تو بڑی خوش ہوتیں اور ان کی بڑی خوش دلی سے خلافت بجالاتی تھیں۔

دعا گو

امی جان بڑی دعا گو تھیں۔ خلیفہ وقت کے لئے رات دن دعائیں کرتیں ان کی صحت و سلامتی اور صحت تندرستی کے لئے اور تمام احباب جماعت کے لئے اکثر خواتین احمدی ان سے دعا کے لئے کہتی تھیں تو اکثر خدا تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتا۔ کوئی خواب آتی اور اس میں خوشخبری ہوتی تھی اور اس طرح والدہ پہلے بتا دیا کرتی تھیں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی کہ لڑکا پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہی ہوتا تھا اور اس طرح اکثر خواتین اپنی بچیوں کے اچھے رشتے ملنے کے بارے میں دعا کے لئے کہتی تھیں اور اس طرح اپنے میاں یعنی محترم والد صاحب کے کاروبار کے لئے بہت دعا کرتی تھیں اور ان کی عمر اور صحت یابی کیلئے بھی۔

تربیت اولاد

امی جان خود بھی پانچ وقت نماز کی پابندی کرتیں اور ساتھ بچوں کو بھی نمازوں کی پابندی کرواتیں اور اس طرح ابا جان کو بھی کہتیں اور امی جان نے سب بچوں کو خود قرآن پاک پڑھایا اور خود بھی روزانہ تلاوت کرنے کی عادی تھیں اور سب بچوں کو بھی قرآن پاک کی تلاوت کرنے کا کہتی تھیں۔

خلافت سے محبت

امی جان کو خلافت سے بے پناہ محبت تھی اور اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود سے بھی بڑی محبت کرتیں اور ان سب کا نام بڑی عزت سے لیتی تھیں اور خلیفہ وقت کے ہر حکم کو مانتی تھیں اور عمل کرنے کی کوشش کرتیں۔

وفات

امی جان 1984ء سے شوگر میں مبتلا تھیں اور اس طرح اور بھی بڑی بڑی تکلیفیں آئیں اور امی جان نے بڑے صبر سے برداشت کیں اور آخر میں امی جان کی ٹانگوں پر اثر ہو گیا تھا اور چلنے پھرنے سے قاصر تھیں اور واکر سے چلتی تھیں تو آخر 25/اکتوبر 2002ء کو بروز جمعۃ المبارک بوقت رات 2:30 بجے 70 سال کی عمر میں خدا تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ اسی دن بعد از نماز جمعہ محترم مربی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسلام آباد مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ امی جان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور کروٹ کروٹ خدا تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 2 خطبات امام

س: کمزوریوں کو ترک کرنے کے متعلق حضرت مصلح موعود نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: انسان کے اندر کمزوریاں خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، وہ اگر چھوڑنے کا ارادہ کرلے تو کچھ مشکل نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر تمہارے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو تم پہاڑ کو اُن کی جگہوں سے ہٹا سکتے ہو۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ گناہ خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، انسان کے اندر ایمان اگر رَتی برابر بھی ہے تو وہ ان پہاڑوں کو اُڑا سکتا ہے۔

س: حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت کو کیا نصیحت بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! دوست اپنی اپنی اولادوں کی، جماعت کے دوسرے نوجوانوں کی اصلاح کریں، اپنی اصلاح کریں۔ جھوٹ، چوری، دغا، فریب، دھوکہ، بدمعاملگی، غیبت وغیرہ بدعات ترک کر دیں۔ کوشش کرو کہ اپنی تمام نیکیاں اپنی اولادوں کو دو اور پھر وہ آگے دیں اور وہ آگے اپنی اولادوں کو دیں، اور یہ امانت اتنے لمبے عرصے تک محفوظ چلی جائے کہ ہزاروں سالوں تک ہمیں اس کا ثواب ملتا جائے۔

مورچری کی سہولت

احباب جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مورچری یعنی میت کو سردخانہ میں رکھنے کی سہولت موجود ہے۔ ایسی صورت میں جہاں میت کو مورچری میں رکھنا ضروری ہو تو امیر صاحب جماعت/ صدر صاحب محلّہ کی تصدیق سے اس سہولت سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

☆......☆......☆......☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 15،20 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

14 جنوری 2014ء

12:25 am	ریئل ٹاک
1:30 am	راہ ہدیٰ
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مارچ 2008ء
4:05 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
4:35 am	شمائل نبویؐ
5:15 am	عالمی خبریں
5:35 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:05 am	الترتیل
6:30 am	حضور انور کا دورہ سیکنڈے نیویا
6:55 am	کڈز ٹائم
7:25 am	آداب زندگی
8:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مارچ 2008ء
9:10 am	شمائل نبویؐ
10:00 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 23 جولائی 2011ء
1:00 pm	طب وصحت
1:30 pm	آسٹریلین سروس
2:00 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء (سندھی ترجمہ)
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:00 pm	سندھی سروس
8:25 pm	طب وصحت
8:55 pm	کوئیز۔جنرل نالج
9:35 pm	سیمینار: سیرت النبی ﷺ
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ یوکے

15 جنوری 2014ء

12:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء (عربی ترجمہ)
1:30 am	آسٹریلین سروس
2:00 am	جمہوریت سے انتہا پسندی تک
2:55 am	سچے (مومن)
3:30 am	طب وصحت
4:00 am	سوال وجواب
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	جلسہ سالانہ یوکے
7:20 am	سیمینار سیرت النبی ﷺ
8:10 am	کوئیز۔جنرل نالج
8:50 am	آسٹریلین سروس
9:20 am	سچے (مومن)
10:00 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:25 am	الترتیل
11:50 pm	جلسہ سالانہ یوکے 24 جولائی 2011ء
1:15 pm	ریئل ٹاک
2:20 pm	سوال وجواب 24 مئی 1997ء
3:30 pm	انڈونیشین سروس
4:30 pm	سواحیلی سروس
5:40 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:50 pm	الترتیل
6:15 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2008ء
7:25 pm	بنگلہ پروگرام
8:30 pm	دینی وفقہی مسائل
9:05 pm	کڈز ٹائم
9:40 pm	فیتھ میٹرز
10:40 pm	الترتیل
11:05 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ یوکے

16 جنوری 2014ء

12:50 am	ریئل ٹاک
1:55 am	دینی وفقہی مسائل
2:30 am	کڈز ٹائم
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2008ء
4:10 am	انتخاب سخن
5:15 am	عالمی خبریں
5:35 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
6:00 am	الترتیل
6:35 am	جلسہ سالانہ یوکے
7:55 am	دینی وفقہی مسائل
8:30 am	شمائل نبویؐ
8:55 am	فیتھ میٹرز
9:50 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:40 am	یسرنا القرآن
12:10 pm	حضور انور کا دورہ سیکنڈے نیویا
12:30 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
1:35 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
2:40 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	پشتو مذاکرہ
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء (بنگلہ ترجمہ)
8:05 pm	آنحضرت ﷺ کی پارسائی
8:35 pm	Maseer-E-Shahindgan
9:10 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:15 pm	یسرنا القرآن
10:45 pm	عالمی خبریں
11:10 pm	حضور انور کا دورہ سیکنڈے نیویا
11:30 pm	فیتھ میٹرز

ربوہ میں طلوع وغروب۔4 جنوری

طلوع فجر	5:42
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:13
غروب آفتاب	5:20

آج کے اہم پروگرام

4 جنوری 2014ء

2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جنوری 2014ء
3:00 am	راہ ہدیٰ
6:10 am	حضور انور کا دورہ یوکے
7:20 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جنوری 2014ء
8:20 am	راہ ہدیٰ
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 26 جون 2011ء
1:35 pm	سوال وجواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جنوری 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
8:05 pm	جمہوریت سے انتہا پسندی تک
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live

نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے شربت صدر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
النور ڈیپارٹمنٹل سٹور
ماہانہ سامان پر FREE HOME DELIVERY
مہران مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: رانا احسان اللہ خاں
047-6215227, 0332-7057097

FR-10

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر یادگار روڈ ربوہ
پروپرائٹر: فرید احمد: 0302-7682815

وردہ فیبرکس
سیل سیل سیل پہلے آئیں پہلے پائیں
سردیوں کی تمام ورائٹی پر زبردست سیل جاری ہے
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان مارکیٹ کے اندر ہے۔ 0333-6711362

ایک نام مغل بینکوئیٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

CENTRE FOR CHRONIC DISEASES
ٹیومرز، دل، گردے، مثانے، سانس، مرگی، بچوں کی قبض، دمہ، چڑچڑا پن۔ایام کی خرابیاں اور دیگر امراض کیلئے اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں۔
ہمارے ہاں تمام زنانہ، بچگانہ، مردانہ بیماریوں کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے
کلینک کے اوقات صبح 10 تا 1 بجے دوپہر عصر تا عشاء
زیر نگرانی سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالباسط ہومیوفزیشن
FB FINE & THE BEST
047-6005688,0300-7705078
پتہ: طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے